بڑے کچھوے

تحریر: عامرہ عالم

تصویریں: نائلہ احمد

Project Officer
Turtle Conservation Project
UNDP

بڑے کچھوے

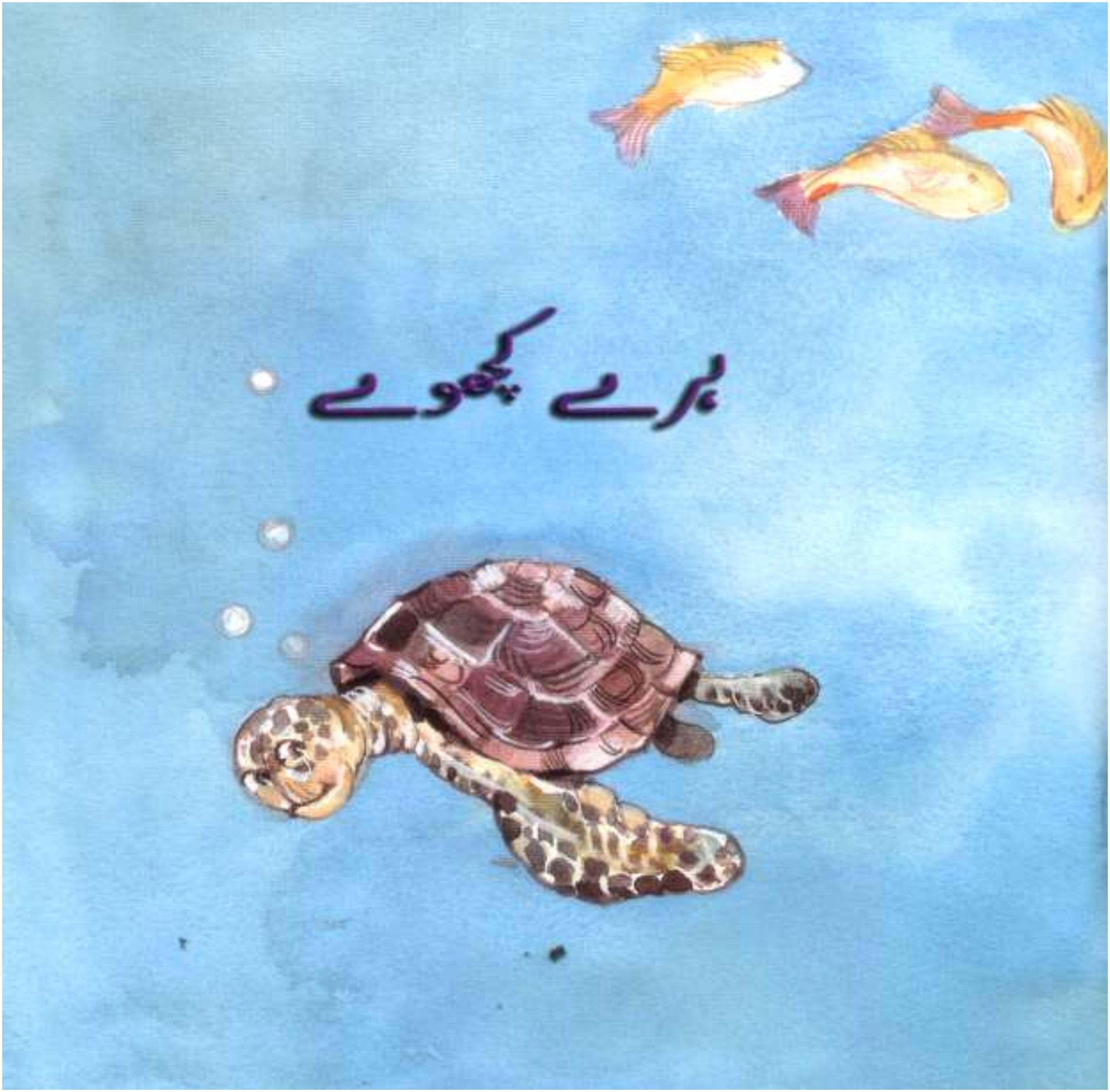

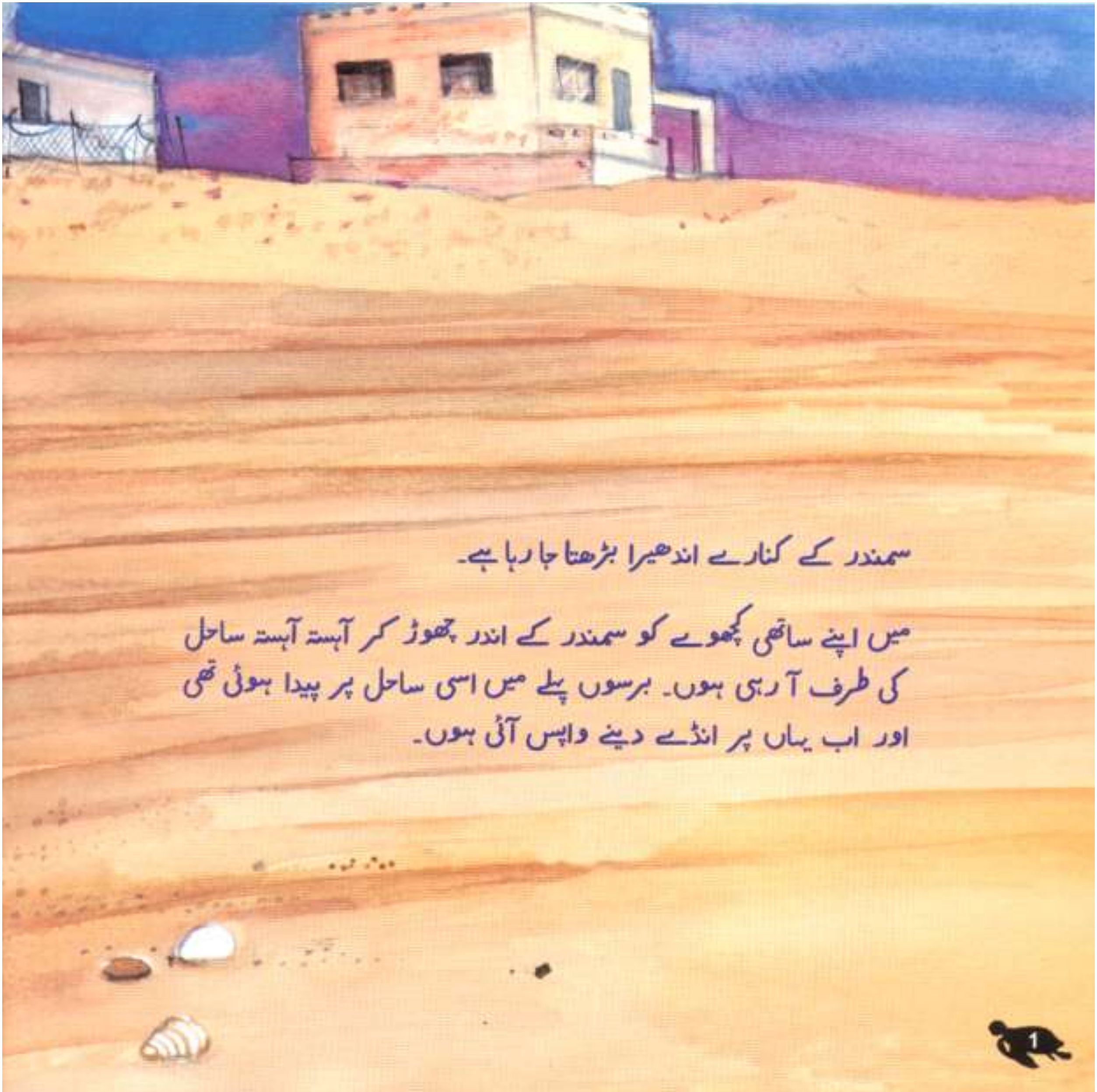

سمندر کے کنارے اندھیرا بڑھتا جا رہا ہے۔

میں اپنے ساتھی کچھوے کو سمندر کے اندر چھوڑ کر آہستہ آہستہ ساحل کی طرف آ رہی ہوں۔ برسوں پہلے میں اسی ساحل پر پیدا ہوئی تھی اور اب یہاں پر انڈے دینے واپس آئی ہوں۔

ہرے کچھوے کا وزن زیادہ سے زیادہ 300 کلو گرام اور خول کی لمبائی $3\frac{1}{2}$ فٹ ہوتی ہے۔ دنیا میں بہت کم جگہیں ایسی رہ گئی ہیں جہاں ہرے کچھوے انڈے دیتے ہیں۔ کراچی کے ساحل' ہاکس بے اور سینڈزپٹ ان 11 مشہور ساحلوں میں شمار ہوتے ہیں جہاں خاص طور پر ہرے کچھوے انڈے دینے اور اپنی نسل بڑھانے آتے ہیں۔ رات کے وقت ریت پر انڈے دینے صرف مادہ آتی ہے۔ نر کچھوا سمندر میں ہی رہتا ہے۔ 200 ملین سال سے کچھوؤں کی شکل زیادہ بدلی نہیں ہے۔ سمندر میں رہنے والے کچھوؤں کی 7 قسمیں ہیں۔ ہرے کچھوے ان میں سے ایک قسم ہے۔

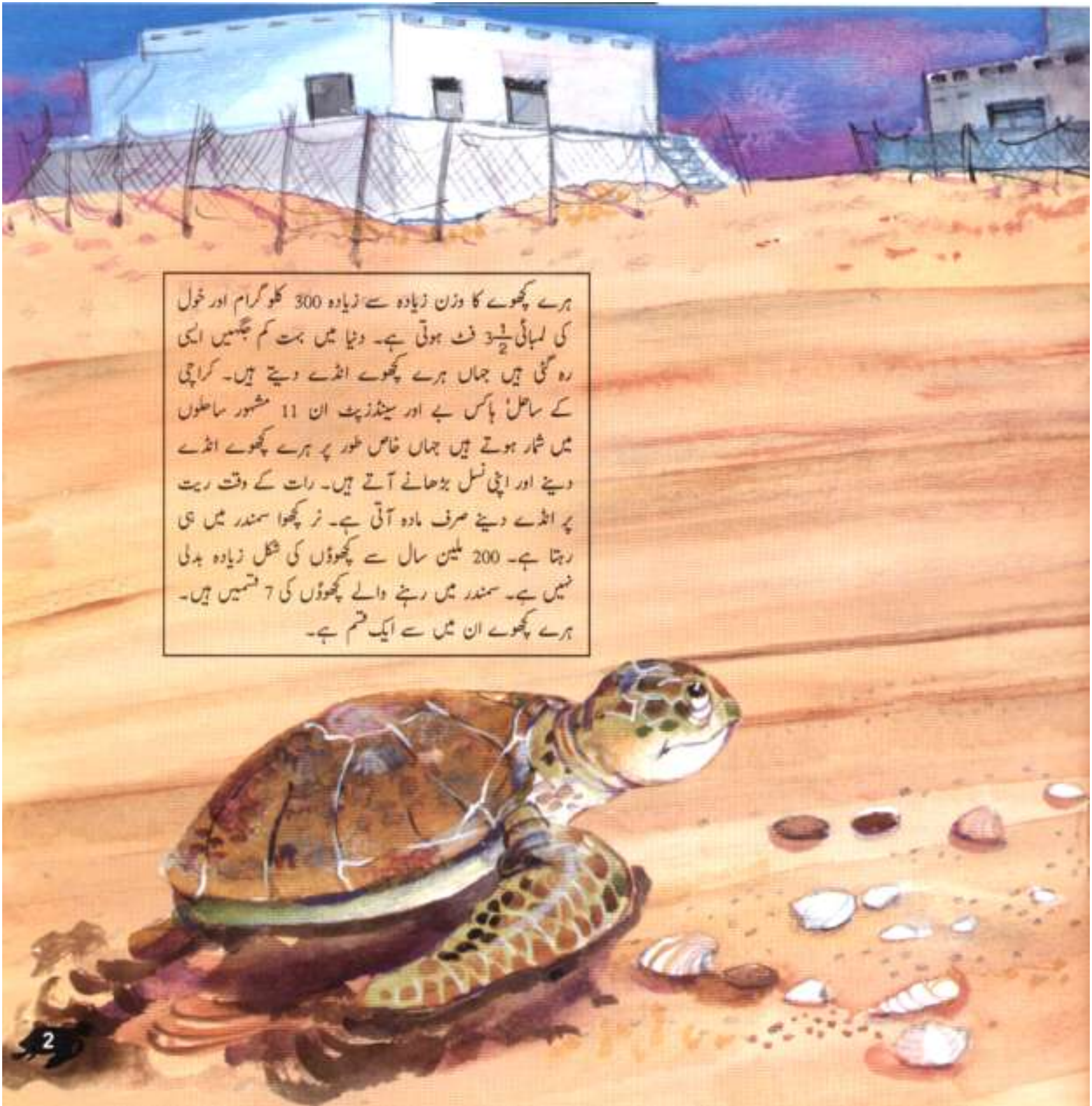

کراچی کے ساحل تک پہنچنے میں مجھے اور میرے ساتھی کو کئی مہینے
لگ گئے۔ سفر بہت مشکل تھا۔ تیرتے ہوئے کبھی راستے میں نوکیلی
اور پتھریلی چٹانیں آ جاتیں، کبھی کوئی خطرناک سی مچھلی ہمیں
کھانے کو بڑا سا منہ کھولے ہماری طرف بڑھتی۔

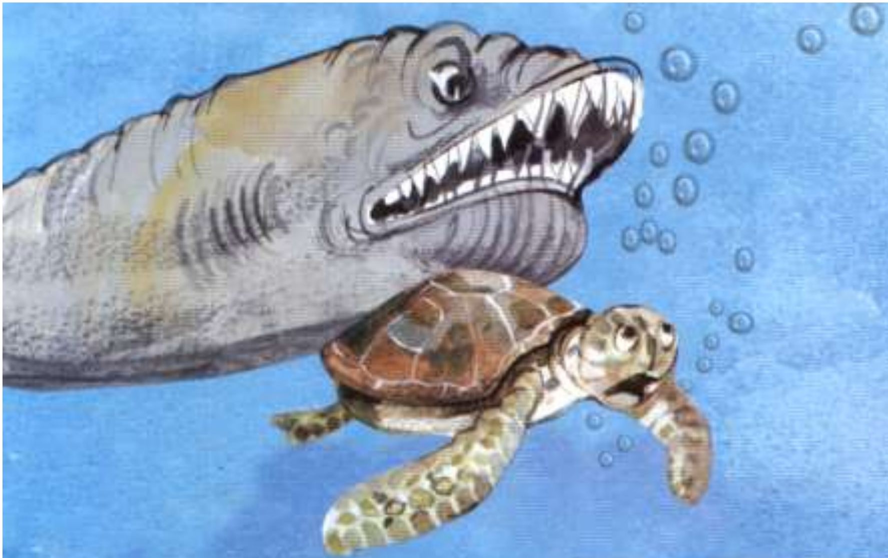

افریقہ، جنوبی امریکہ اور جنوبی ایشیا کے رہنے والے باشندے کچھوے کو غذا کے طور پر کھاتے ہیں۔ کچھ ایسی نسل کے کچھوے بھی ہوتے ہیں جن کے خول سے کنگھے بنائے جاتے ہیں۔ بعض ملکوں میں کچھوؤں کے انڈے بہت مہنگے داموں بکتے ہیں اور دعوتوں وغیرہ میں خاص طور پر پکائے جاتے ہیں۔ کچھ ملکوں میں ہرے کچھوے کا سوپ بھی شوق سے پیا جاتا ہے۔ اسی وجہ سے سمندری کچھوؤں کی نسل آہستہ آہستہ ختم ہو رہی ہے۔ ان کو بچانا بہت ضروری ہے۔ اسی لئے تمام دنیا میں ایسے قانون بنے ہیں جن کے تحت کچھوے کے شکار کو سختی سے منع کیا گیا ہے۔

کسی نہ کسی طرح جان بچاتے ہوئے لہروں کی مدد سے ہم کراچی
کے ساحل کی طرف بڑھتے رہے۔

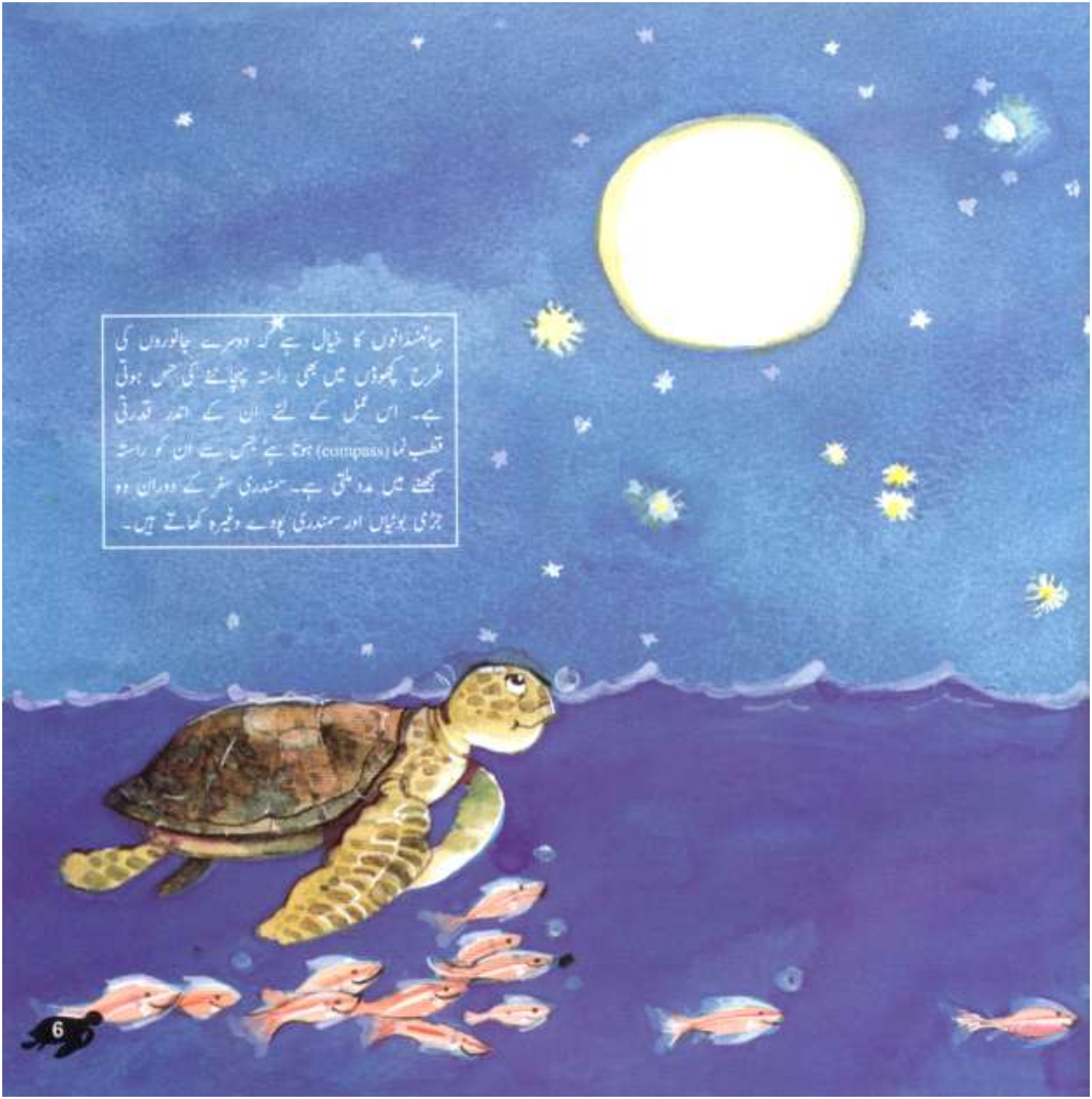

سائنسدانوں کا خیال ہے کہ دوسرے جانوروں کی طرح کچھوؤں میں بھی راستہ پہچاننے کی حس ہوتی ہے۔ اس عمل کے لئے ان کے اندر قدرتی قطب نما (compass) ہوتا ہے جس سے ان کو راستہ پرکھنے میں مدد ملتی ہے۔ سمندری سفر کے دوران وہ جڑی بوٹیاں اور سمندری پودے وغیرہ کھاتے ہیں۔

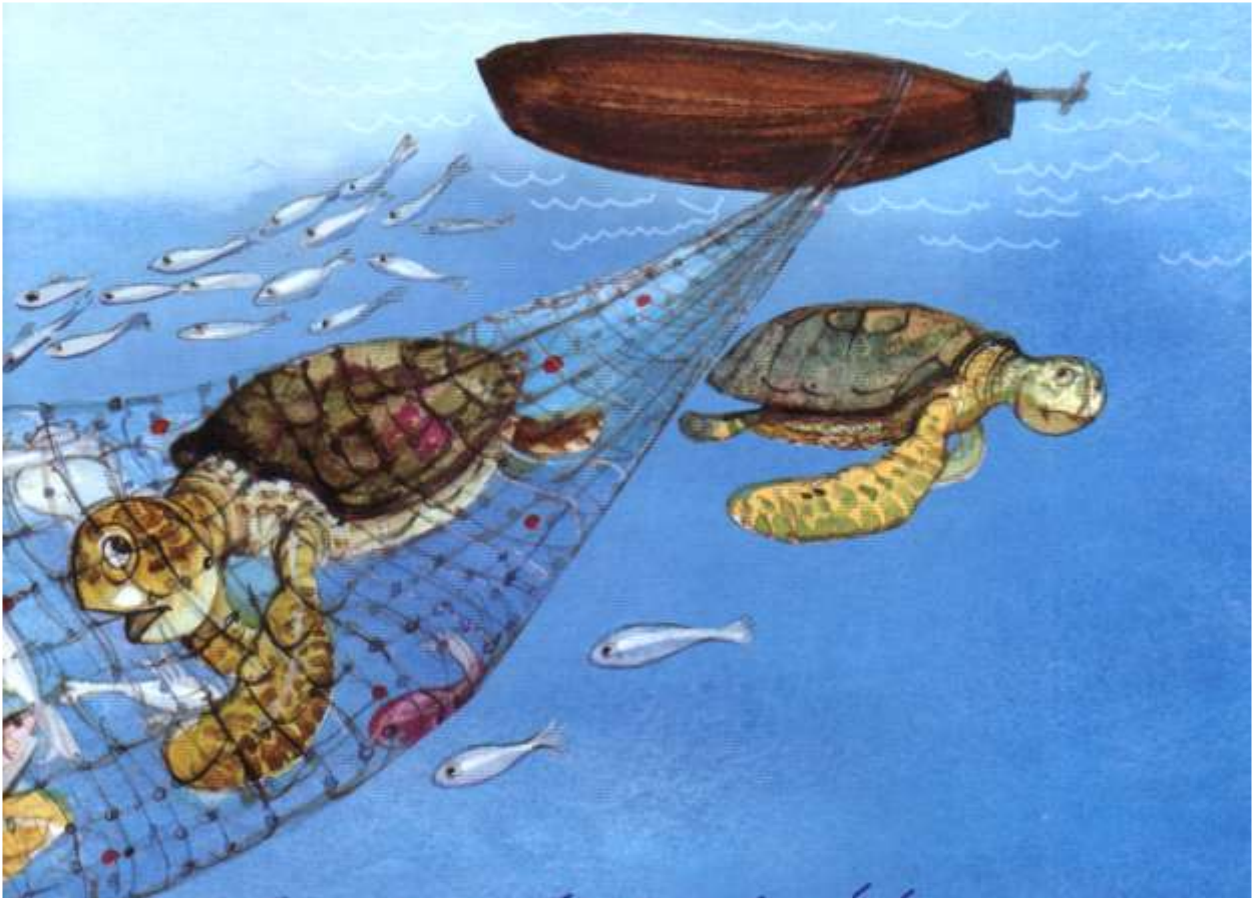

ہم میں سے کچھ کچھوے مچھیروں کے پھینکے ہوئے جال میں پھنس
جاتے ہیں اور اتنے دن پھنسے رہتے ہیں جب تک ان کا ٹرالر کنارے
پر نہ آ جائے۔ جال میں پھنسے رہنے کی وجہ سے ہم سانس لینے پانی
کے اوپر نہیں جا سکتے۔ ہمیں تازہ ہوا نہیں ملتی اور ہوا کے بغیر
ہم زندہ کیسے رہیں؟

کچھوا تیرتے ہوئے بار بار سمندر کی سطح پر آ کر سانس لیتا ہے۔ اگر جال میں پھنس جائے تو پانی کے اندر سانس نہیں لے سکتا۔ اس طرح اس کی جان کو خطرہ ہے۔ مچھیروں کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے جال میں TED (Turtle Excluder Device) لگوائیں۔ اس آلے کے ذریعے جال میں کچھوا نہیں پھنستا اور اس کی جان بچ جاتی ہے۔

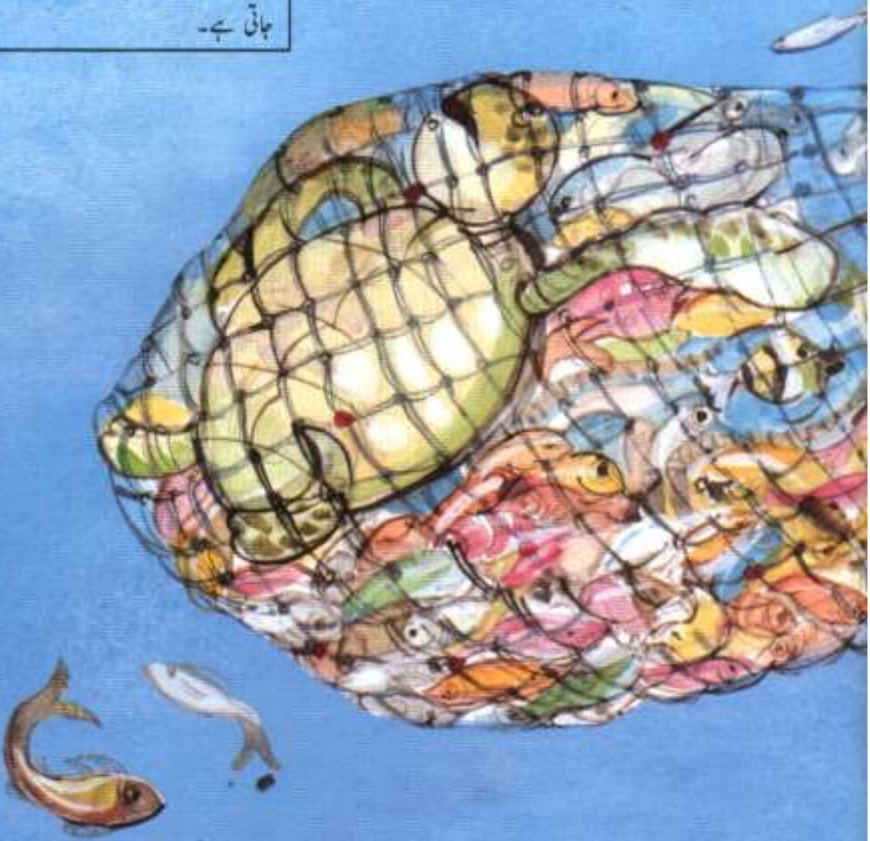

کراچی آ کر ساحل تک پہنچنا بھی کوئی آسان بات نہیں۔ اگر کسی صورت پہنچ بھی گئے تو انڈے دینے کے لئے جگہ تلاش کرنا مشکل سے مشکل ہوتا جا رہا ہے۔ چند سال پہلے ساحل پر جہاں چھوٹے چھوٹے گھر بنے ہوئے تھے، لوگوں نے انہیں توڑ کر وہاں بڑے بڑے مکان بنانا شروع کر دیئے ہیں۔ اب انڈے دیں تو کہاں دیں؟ اگر حالات ایسے ہی بگڑتے رہے تو ہمارے لئے ساحل پر کوئی جگہ نہیں بچے گی۔

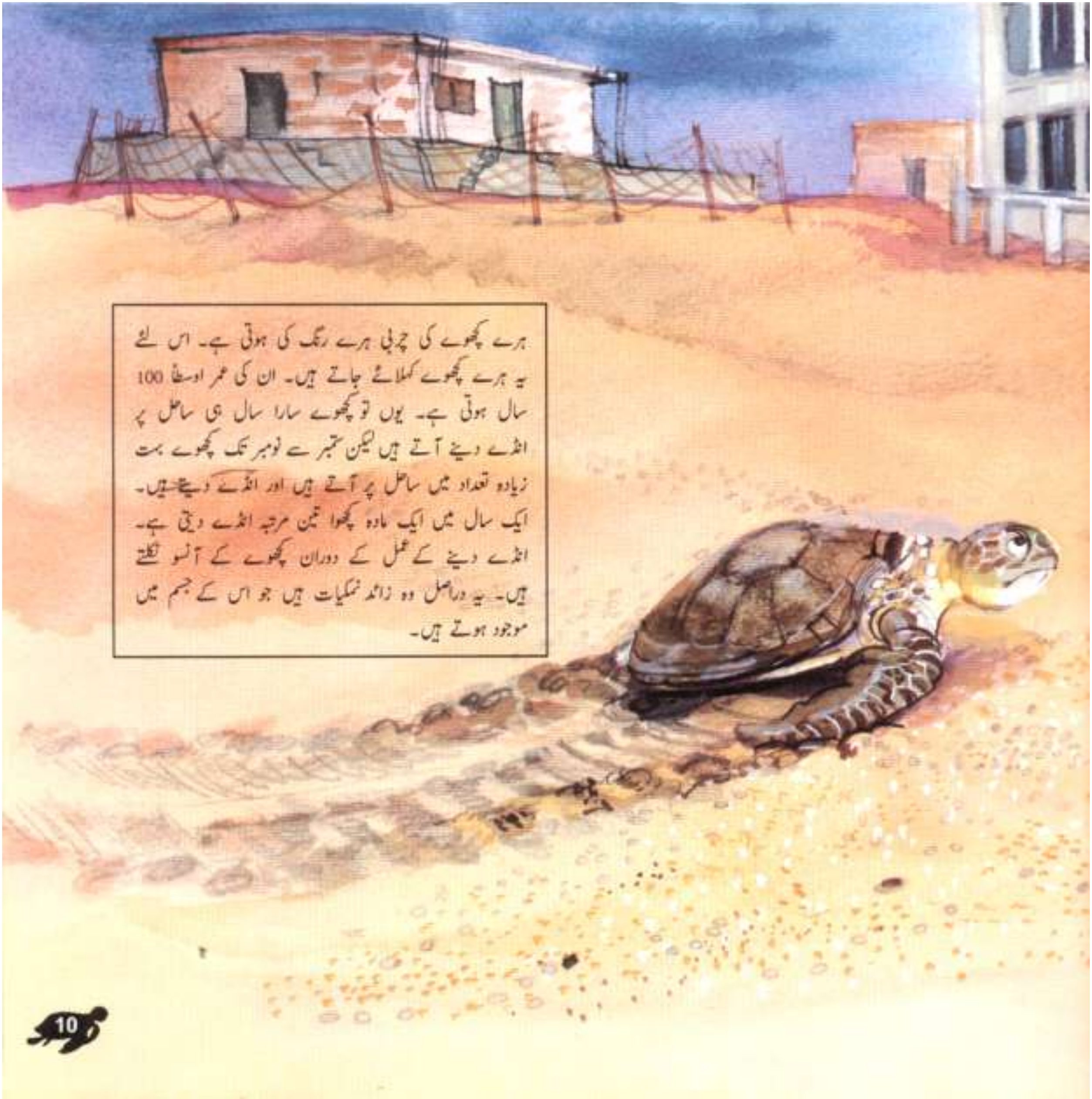

ہرے کچھوے کی چربی ہرے رنگ کی ہوتی ہے۔ اس لیے یہ ہرے کچھوے کہلائے جاتے ہیں۔ ان کی عمر اوسطاً 100 سال ہوتی ہے۔ یوں تو کچھوے سارا سال ہی ساحل پر انڈے دینے آتے ہیں لیکن ستمبر سے نومبر تک کچھوے بہت زیادہ تعداد میں ساحل پر آتے ہیں اور انڈے دیتے ہیں۔ ایک سال میں ایک مادہ کچھوا تین مرتبہ انڈے دیتی ہے۔ انڈے دینے کے عمل کے دوران کچھوے کے آنسو نکلتے ہیں۔ یہ دراصل وہ زائد نمکیات ہیں جو اس کے جسم میں موجود ہوتے ہیں۔

کئی مرتبہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ ہم ریت تک پہنچ تو گئے مگر کہیں سے شریر بچے اودھم مچاتے وہاں آ گئے اور ہم کچھوے ڈر کے مارے فوراً واپس سمندر کی طرف لوٹ گئے۔ ویسے بھی شور و غل اور روشنی میں ہم انڈے دے ہی نہیں سکتے۔ کاش وہ لوگ جو راتوں کو ساحل پر دعوتیں اڑاتے ہیں، ہمارا بھی کچھ خیال کریں۔

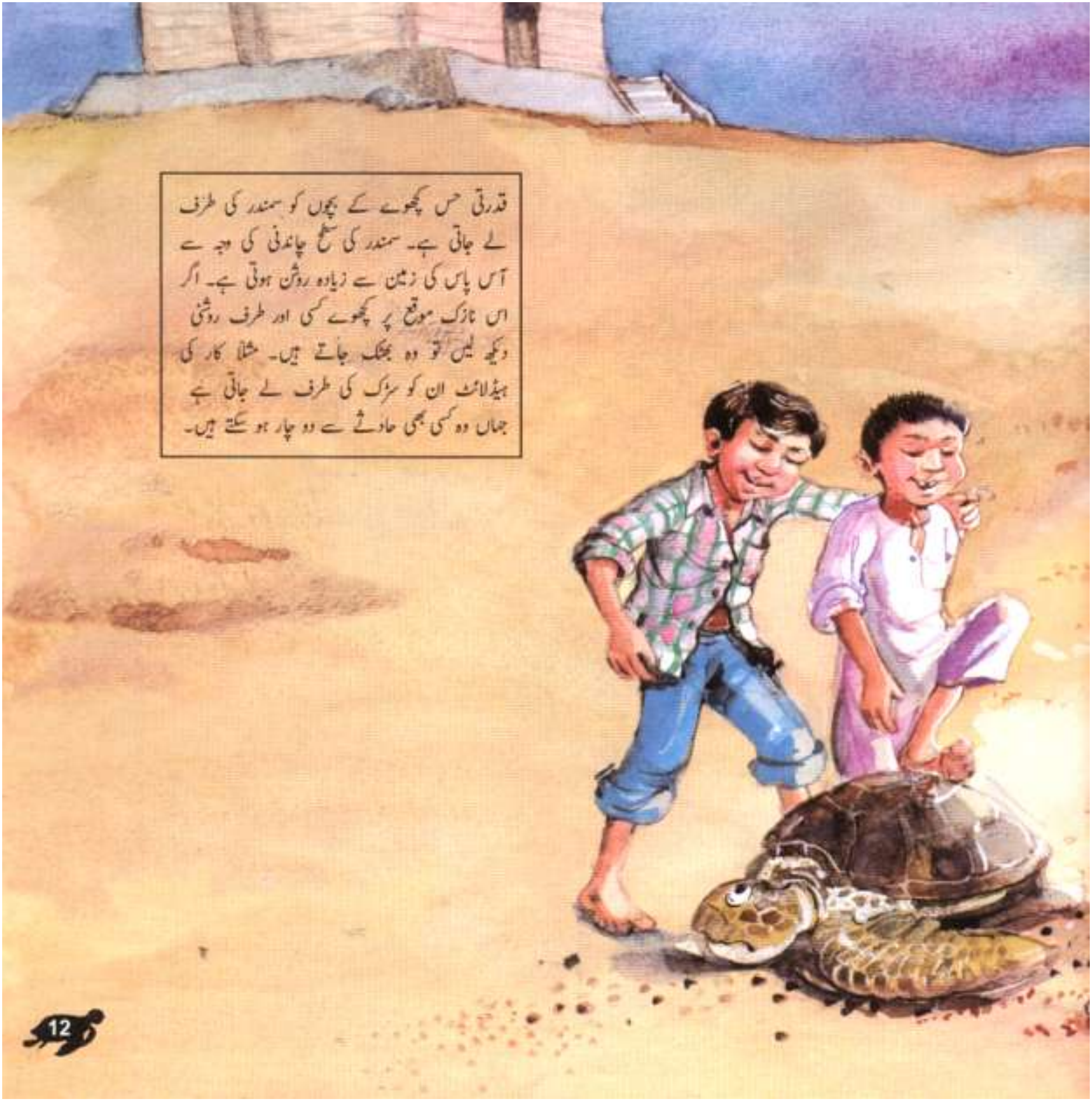

قدرتی حس کچھوے کے بچوں کو سمندر کی طرف لے جاتی ہے۔ سمندر کی سطح چاندنی کی وجہ سے آس پاس کی زمین سے زیادہ روشن ہوتی ہے۔ اگر اس نازک موقع پر کچھوے کسی اور طرف روشنی دیکھ لیں تو وہ بھٹک جاتے ہیں۔ مثلاً کار کی ہیڈلائٹ ان کو سڑک کی طرف لے جاتی ہے جہاں وہ کسی بھی حادثے سے دو چار ہو سکتے ہیں۔

آسمان پر شکاری پرندے، چیلیں اور کوے بھی بہت منڈلاتے ہیں۔ مجھے ڈر ہے کہ میرے بچے جب انڈوں سے نکل کر باہر آئیں گے تو کہیں یہ چیل کوے انہیں کھا نہ جائیں۔ اگر بچے اور بڑے ساحل پر کوڑا کرکٹ نہ پھینکیں تو شاید یہ چیل، کوے اور جنگلی کتے اتنی تعداد میں نہ منڈلائیں۔

کچھوے کے بچوں کا سائز ہماری ہتھیلی کے برابر ہوتا ہے۔ انڈے سے نکلنے کے بعد رات کے وقت یہ رینگتے ہوئے سمندر کے اندر جانا شروع کر دیتے ہیں۔ ان کچھوؤں کے بچوں کی زندگی شروع دن سے ہی خطرات سے بھری ہوتی ہے۔ ایک مادہ اوسطاً 100 انڈے دیتی ہے ان انڈوں سے نکلنے والے بچوں میں سے تقریباً 98 کسی نہ کسی وجہ سے نہیں بچ پاتے۔ جو بچ جاتے ہیں وہ 12 سے 15 سال بعد پھر اسی ساحل پر انڈے دینے آتے ہیں۔ کچھوے کی نسل ڈائنوسور کے زمانے سے چلی آرہی ہے۔ ڈائنوسور تو ختم ہو گئے، اب ان کچھوؤں کو بچانا ہم سب کا کام ہے۔

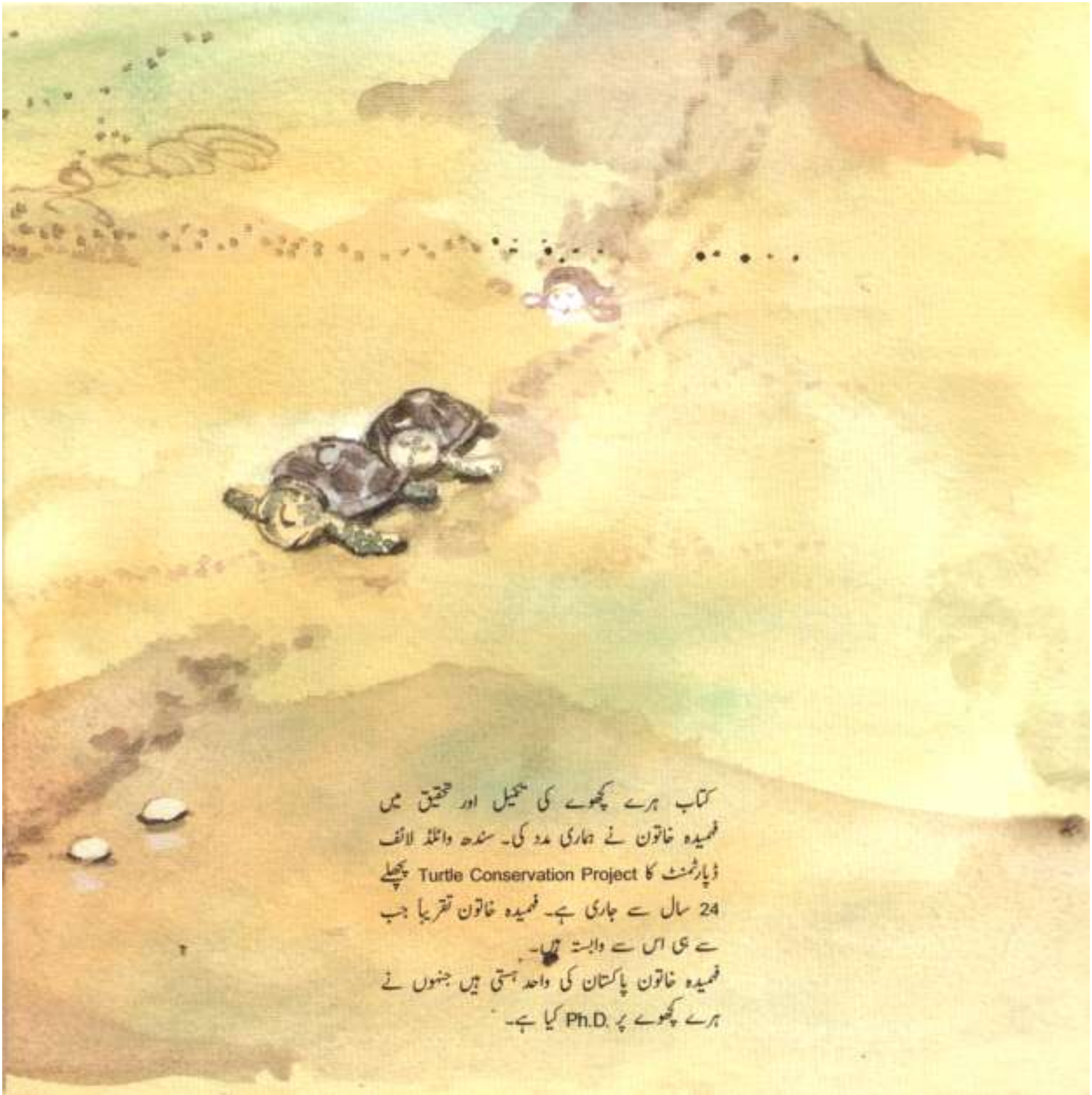

کتاب ہرے کچھوے کی تکمیل اور تحقیق میں فہمیدہ خاتون نے ہماری مدد کی۔ سندھ وائلڈ لائف ڈپارٹمنٹ کا Turtle Conservation Project پچھلے 24 سال سے جاری ہے۔ فہمیدہ خاتون تقریبا جب سے ہی اس سے وابستہ ہیں۔

فہمیدہ خاتون پاکستان کی واحد ہستی ہیں جنھوں نے ہرے کچھوے پر Ph.D. کیا ہے۔

بحری کچھوے

جملہ حقوق اشاعت : بک گروپ، کراچی
پہلا ایڈیشن : جون 2004
تعداد : 3,000
ڈیزائن : بینش قریشی
لے آؤٹ : جنید راحیل
مطبع : ہمدرد پرنٹنگ پریس

ہم Shell Pakistan Ltd. کے شکر گزار ہیں
جن کے تعاون سے یہ کتاب شائع ہوئی۔

اس کتاب کی کاپیاں بک گروپ سے حاصل کی جا سکتی ہیں۔

bookgroup

18/2-C, Block 2, PECHS, Karachi. Phone 431-0641, 453-8221
e-mail: info@bookgroup.org.pk
www.bookgroup.org.pk

BG U 2004-148
ISBN 969-8556-99-0

قیمت : 35 روپے